ایک تنقیدی جائزہ

مولانا مدرار اللہ مدرار ـــ مردان

آخری قسط

پرویز ـــ منکرِ حدیث ہے ـــ یا منکرِ قرآن

وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً ط كُلٌّ لَّهٗ أَوَّابٌ ط (ص ۱۹) (۷۲) اور قبیلۂ طیر کے خانہ بدوش منتشر افراد سب اس کے ہاں جمع کر دیئے گئے تھے جن میں اس کے لشکر کا رسالہ مرتب ہوتا تھا۔ اور وہ سب کے زیرِ فرمان تھے ـــ (مفہوم القرآن ص ۱۰۵۵) آیت کا اصل ترجمہ یہ ہے : " اور پرندے جمع ہو کر سب اس (حضرت داؤدؑ) کے زیرِ فرمان رہتے۔"

مطلب یہ کہ صبح و شام جب حضرت داؤد علیہ السلام تسبیح پڑھتے تو پرندے آپ کی آواز سن کر آپ کے ساتھ خدا کی پاکی بیان کرنے لگ جاتے۔ اڑتے ہوئے پرندے پاس سے گذرتے اور آپ تسبیح پڑھتے ہوتے تو آپ کے ساتھ ہی وہ بھی تسبیح میں مشغول ہو جاتے اور پرواز ترک کر کے رک جاتے۔

لیکن کج فہم پرویز کہتا ہے کہ "طیر" سے قبیلۂ طیر کے خانہ بدوش اور منتشر افراد مراد ہیں جو حضرت داؤدؑ کے ہاں جمع کر دئے گئے تھے۔ سارے قرآن کو اٹھا کر دیکھئے تو کہیں ایک جگہ میں بھی "طیر" کا لفظ قبیلہ کے لئے استعمال نہیں ہوا ہے اور ہر جگہ پرندوں ہی کے لئے استعمال ہوا ہے۔ مثال کے طور پر سورۂ ملک کی یہ آیت ملاحظہ ہو۔

أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صَافَّاتٍ وَّيَقْبِضْنَ ط مَا يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا الرَّحْمٰنُ ط۔

"یعنی کیا یہ اپنے اوپر پر کھولے ہوتے اور کبھی سمیٹے ہوئے اڑنے والے پرندوں کو نہیں دیکھتے انہیں خدائے رحمٰن ہی (ہوا میں) تھامے ہوئے ہے۔"

مسلمانوں کا ایمان ہے کہ سب پرندوں کو آسمان و زمین کے درمیان ہوا اور فضا میں اللہ تعالیٰ ہی نے مسخر کیا ہے۔ اور ان کا تھامنے والا بجز باری تعالیٰ کے اور کوئی نہیں۔ یقیناً اس میں ایمانداروں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں۔ لیکن پرویز کہتا ہے کہ "طیر" ایک خانہ بدوش قبیلے کا نام ہے۔ تو کیا ہمارے اوپر ہوا اور فضا میں قبیلۂ طیر کے خانہ بدوش افراد اڑتے پھرتے ہیں جو اپنے پروں کو کبھی کھولتے اور کبھی سمیٹتے ہوئے مصروفِ پرواز ہیں۔ دراصل پرویز نہ صرف منکرِ قرآن ہے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہی کا منکر ہے۔ اور کائنات اور ہوا اور فضا میں اس کے تصرفات کا قائل نہیں

شیطان سے مراد پیر اور مذہبی پیشوا ہیں (۷۳) وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطَانُ ج إِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ط

(الزخرف ۶۲) دیکھنا کہیں تمہاری پیر پرستیوں کے غلط جذبات اور مذہبی پیشوا تمہیں اس راستے سے نہ روک دیں۔ یہ تمہارے سب سے بڑے اور کھلے ہوئے دشمن ہیں (مفہوم القرآن ص ۱۱۵۴)

آیت کا اصلی ترجمہ یہ ہے: "اور شیطان تمہیں (راہ حق سے) روک نہ دے یقیناً وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔"

لیکن پرویز کے نزدیک یہاں شیطان سے پیر اور مذہبی پیشوا مراد ہیں۔ ہم پرویز سے پوچھتے ہیں کہ اگر اس کے خیال باطل میں پیر اور مذہبی پیشوا ہی از روئے قرآن شیطان کا مصداق ہیں تو پھر کیا یہ مذہبی پیشوا اور پیر ہی تھے جنہوں نے روز اوّل میں حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا تھا جبکہ یہ اس وقت موجود بھی نہ تھے۔ دراصل پرویز ایک بیباک اور مادر پدر آزاد ملحد ہے جس نے معاذ اللہ قرآن کو بازیچۂ اطفال بنا رکھا ہے۔ اور کسی خوف و خطر کے بغیر قرآنی آیات کے مضامین اور معانی میں اپنی ہفوات اور خرافات شامل کرنے کی بہت بڑی جسارت کر رہا ہے۔

قرآن تشبیہات اور استعارات کی زبان ہے۔ | (۷۴) فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ (الدخان ۵۸) ہم نے ایسے اہم اور لسبیط کوائف کو تشبیہات و استعارات کی ایسی زبان میں بیان کر دیا ہے۔ جسے لوگ سمجھ سکیں اور یاد رکھیں (مفہوم القرآن ص ۱۱۶۳)

آیت کا اصلی ترجمہ یہ ہے: "ہم نے اس قرآن کو تیری زبان میں آسان کر دیا تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔"

اس آیت کا مطلب واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول اکرم سے ارشاد فرماتے ہیں کہ اے پیغمبر! ہم نے اپنے نازل کردہ اس قرآن کو بہت سہل اور بالکل آسان بہت واضح مدلل اور روشن کر کے آپ پر نازل فرمایا ہے جو بہت فصیح و بلیغ، بڑا شیریں اور پختہ ہے۔ تاکہ لوگ بآسانی اس کے مضامین سمجھ لیں۔ اور اسکی تعلیمات و ہدایات پر بخوشی عمل کریں۔

لیکن پرویز قرآن کی اس حقیقت اور محکمیت کو جھٹلا رہا ہے۔ اور اس کو اوّل سے لیکر آخر تک تشبیہات استعارات اور مجازات کا مرقع قرار دے رہا ہے۔ اس کے نزدیک قرآن میں حقائق اور محکمات کہیں بھی نہیں ہیں بس مجاز ہی مجاز ہے۔ حالانکہ قرآن حکیم کا اعلان ہے: اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ۔ یعنی اسکی آیات محکم ہیں اور پھر حکیم و خبیر خدا کی طرف سے ان کی تفصیل اور توضیح بھی بیان کی گئی ہے۔ لیکن پرویز قرآن حکیم کو جو اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے تشبیہات و استعارات کی کتاب قرار دے رہا ہے۔ اور بڑی بیباکی کے ساتھ اس کا حلیہ ہی بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔ جو جملہ اہل اسلام کے لئے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے۔

(۷۵) وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ (ق ۴۱) کے معنی | اس کے بعد ان مخالفین سے ٹکراؤ ہوگا جس دن جنگ کے لئے آواز دینے والا بہت قریب سے آواز دے گا۔ یعنی یہ لوگ حملہ کرنے کے

ئے مدینے کے قریب پہنچیں گے (مفہوم القرآن ص ۱۲۱۷)

آیت کا اصل ترجمہ یہ ہے: "اور سن رکھ کہ جس دن ایک پکارنے والا قریب ہی جگہ سے پکارے گا۔"
آیت قیامت کے دن اور صورِ اسرافیلؑ سے تعلق رکھتی ہے۔ لیکن پرویز اس کی یہ لغو اور بیہودہ تاویل کرتا ہے کہ لوگ حملہ کرنے کے لئے مدینے کے قریب آ پہنچیں گے۔ اور صورِ اسرافیل سے جنگ کے لئے پکارنے والے کی آواز مراد لیتا ہے۔ مگر یہ من گھڑت تاویل احمقانہ بھی ہے۔ اور مضحکہ خیز بھی۔

يَوْمَ يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ۚ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوجِ (ق ۴۲) کے معنی | (۷۶) اس دن جنگ کے لئے پکارنے والے بگل کی آواز میں حقیقت بن کر سامنے آجائے گی اس وقت ہر ایک باہر نکل کر میدان میں جا رہا ہوگا۔ (مفہوم القرآن ص ۱۲۱۷)

آیت کا اصل ترجمہ یہ ہے: "جس روز اس تند و تیز چیخ کو یقین کے ساتھ سن لیں گے یہ دن ہوگا نکلنے کا۔"
اس سے مراد قیامت کا دن ہے اور تیز و تند آواز سے صورِ اسرافیل مراد ہے۔ یہ قبروں سے نکل کر کھڑے ہونے اور بارگاہِ رب العزت میں حساب کتاب کے لئے پیش ہونے کا دن ہے۔ لیکن پرویز اپنی کج فہمی اور کج روی کی بنا پر کہتا ہے کہ اس سے بگل کے بجائے جانے کی آواز مراد ہے جس کے ذریعے لوگوں کو میدان جنگ کی طرف بلایا جائیگا۔ پرویز کے نزدیک یہی "یوم الخروج" ہے جس میں لوگ جنگ کیلئے گھروں سے نکلیں گے۔ دراصل اس کو قیامت کے دن اور صورِ اسرافیل سے انکار ہے۔ اس لئے وہ متذکرہ آیتوں میں بیہودہ اور مضحکہ خیز تاویلات کر رہا ہے۔

جنات سے مراد خانہ بدوش قبائل ہیں | (۷۷) وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (الذاریات)
اور اس حقیقت کو یاد رکھو کہ انسان خواہ وہ مہذب شہری ہوں یا صحرا کے خانہ بدوش غیر مہذب قبائل انکی تخلیق کی غرض و غایت اس صورت میں پوری ہو سکے گی کہ یہ قوانینِ خداوندی کی اطاعت کے لئے اپنی صلاحیتوں کی نشو و نما کریں۔ (مفہوم القرآن۔ ص ۱۲۲۷)

جنّات کا وجود قرآن و حدیث کے واضح نصوص و ارشادات سے ثابت ہے اور سابقہ سماوی کتب بھی اس حقیقت کی تصدیق کرتی ہیں۔ لیکن پرویز بڑی ڈھٹائی سے کہتا ہے کہ جنّات سے خانہ بدوش غیر مہذب قبائل مراد ہیں۔ اور یہ قرآن حکیم کی صریح نصوص سے صاف انکار ہے جس کا وہ مرتکب ہے۔

سورۂ فیل کے معنوں میں ابلیسانہ تحریفات | (۷۸) أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ ۝ أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ ۝ وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ ۝ تَرْمِيهِم بِحِجَارَةٍ مِّن سِجِّيلٍ ۝ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ ۝۔ تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تھا کہ خدا نے ان کی خفیہ تدبیر کو کس طرح ناکام بنا کر رکھ دیا تھا۔ انہوں نے پہاڑ کی دوسری طرف غیر مانوس خفیہ راستہ اختیار کیا تھا تاکہ وہ تم پر اچانک حملہ کر دیں لیکن چیلوں اور

گدھوں کے جھنڈ جو عام طور پر لشکر کے ساتھ ساتھ اڑتے چلے جاتے ہیں کیونکہ انہیں فطری طور پر معلوم ہوتا ہے کہ انہیں بہت سی لاشیں کھانے کو ملیں گی۔ ان کے سر پر منڈلاتے ہوئے آ گئے۔ اور اس طرح تم نے دور سے بھانپ لیا کہ پہاڑ کے پیچھے کوئی لشکر آ رہا ہے۔ یوں ان کی خفیہ تدبیر طشت از بام ہو گئی چنانچہ تم نے پہاڑ پر چڑھ کر ان پر سخت پتھراؤ کیا اور اس لشکر کو کھائے ہوئے بھوسے کی طرح کر دیا۔ (مفہوم القرآن ص ۱۲۸۴)

سورۂ فیل کا اصل ترجمہ یہ ہے: "کیا آپ نے نہ دیکھا کہ آپ کے پروردگار نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟ کیا ہم نے ان کے مکر کو بالکل بیکار نہیں کر دیا اور ان پر جھنڈ کے جھنڈ پرندے بھیج دیئے۔ جو انہیں مٹی اور پتھر کی کنکریاں مار رہے تھے پس اللہ تعالیٰ نے انہیں کھائے ہوئے بھوسے کیطرح کر دیا۔"

اصحاب فیل یعنی ہاتھیوں والوں کا واقعہ سال عیسوی ۵۷۰ء یا ۵۷۱ء میں ظہور پذیر ہوا تھا اور ولادت باسعادت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ابھی چند ہفتوں کا زمانہ باقی تھا کہ سلطنت حبشہ کیطرف سے علاقہ یمن کے گورنر ابرہۃ الاشرم نے حجاز بلکہ خود خانہ کعبہ پر چڑھائی کر دی۔ حاکم یمن یوں بھی وقت کی ایک زبردست سلطنت کا نمائندہ تھا پھر اس نے مسیحیوں کے لیئے جو عظیم الشان عبادت گاہ بنوائی تھی اسکی شدید توہین بھی کسی بے ادب عرب نے کر دی تھی۔ چنانچہ ابرہہ کو اس پر سخت غصہ آیا۔ اور اس نے خانہ کعبہ پر پوری قوت کے ساتھ فوج کشی کی۔ اسکی فوج میں جنگی ہاتھی بھی تھے جو عرب میں بالکل ایک نئی چیز تھے۔ جیسے آجکل کی جنگ میں ٹینک، بمبار طیارے اور دیگر آتشیں آلات جنگ وغیرہ۔ یہ فوج کشی ایک عظیم الشان تاریخی واقعہ ہے۔ جو دوست دشمن سب کو مسلم ہے۔ عربوں نے اسکی اہمیت اتنی محسوس کی کہ اس سال کا نام ہی عام الفیل یعنی ہاتھیوں کا سن رکھ دیا اور اسی واقعہ سے اپنے سن کی ابتداء کی اور اسی سن میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ ہوئی۔ تاریخ مکہ ازرقی کے الفاظ یہ ہیں: "کانوا یؤرخون فی کتبھم ودیونھم من سنۃ الفیل وفیھا ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم تزل قریش والعرب بمکۃ جمیعاً تؤرخ بعام الفیل۔ (تاریخ مکۃ ازرقی جلد اول ص ۹۶)

ابرہہ نے خانہ کے ہدم و تخریب کا جو پروگرام بنایا تھا وہ سارا الٹ گیا۔ بنا بنایا کھیل بگڑ گیا اور بجائے خانہ کعبہ کے برباد کرنے کے خود ہی اپنے لشکر کے ساتھ برباد ہو گیا۔ ہوا یہ کہ یک بیک سمندر (بحر احمر) کیطرف سے پرندوں کا ٹڈی دل نظر آیا جن کے پنجوں اور چونچوں میں کنکریاں تھیں۔ جن سپاہیوں پر یہ کنکریاں پڑتیں وہی ڈھیر ہو جاتے۔ ابرہہ نے بچکر بھاگ نکلنے کی کوشش کی۔ لیکن عذاب الٰہی سے نہ بچ سکا اور دنیائے فانی سے خوار و ذلیل ہو کر رخصت ہو گیا۔

اس واقعہ کی تاریخی اور قرآنی اہمیت کو دیکھیئے اور اندازہ لگائیے کہ ملحد اعظم پرویز قرآنی آیات کے حقائق و معانی کو کس جرأت اور بیباکی کے ساتھ رد کرتا ہے اور مذکورہ آیات کو اپنے ایجاد کردہ معانی بلکہ ہزلیات و خرافات کا جامہ پہنا رہا ہے۔ اور بڑی دیدہ دلیری سے روز روشن میں قرآنی آیات کے صحیح اور صریح معانی و مفہومات پر ڈاکہ ڈال

رہا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ہاتھی والوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے پرندوں کے ذریعہ ہلاک نہیں کیا۔ بلکہ خود اہل مکہ نے پہاڑ پر چڑھ کر ان پر سخت پتھراؤ کیا۔ اب اس منکرِ قرآن اور عربی لغت سے ناواقف کو کون بتلائے کہ قرآن میں سخت پتھر کے نہیں بلکہ "حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ" کے الفاظ آئے ہیں یعنی وہ پتھر "سجّیل" سے بنے تھے ۔۔۔ امام راغب اصفہانی اپنی مفردات میں "سجیل" کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

"حجر وطينٌ مختلط واصلهٗ فی ما قيل فارسی معرّبٌ۔" یعنی سجیل پتھر اور مٹی سے بنی ہوئی کنکری کو کہتے ہیں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اصل میں یہ لفظ فارسی معرّب ہے یعنی سنگِ گل کو سجیل کہتے ہیں۔ سنگ گل فارسی سے عربی میں سجیل بن گیا۔

اور امام فخرالدین رازی لکھتے ہیں: قال ابن عباسؓ سجيل معناه سنك وكل يعني بعضهٗ حجر و بعضهٗ طين۔ (کبیر) حضرت ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ سجّیل کا معنیٰ سنگ وگل ہے یعنی اس کا کچھ حصہ پتھر کا اور کچھ گارے کا تھا۔

اور امام نسفیؒ لکھتے ہیں: هو معرّبٌ من سنك وكل وعليه الجمهور۔ (مدارک) سجّیل فارسی لفظ سنگ وگل کا معرّب ہے اور یہی جمہور علمائے اسلام کا مسلک ہے۔

لیکن پرویز تمام امتِ مسلمہ کے برعکس کہتا ہے کہ "حجارةً من سجّيل" سے بڑے بڑے سخت پتھر مراد ہیں جو اہلِ مکہ نے پہاڑ پر سے ہاتھیوں والوں پر گرائے۔ اگر یہ بڑے پتھر تھے تو پھر قرآن نے لفظ "حجارة" پر کیوں اکتفا نہ کیا۔ اور اس کے ساتھ "سجیل" کی قید کیوں لگائی۔

اس کے علاوہ پرویز نے اپنی عادت کے مطابق یہاں لفظِ طیر سے قبیلہ طیر مراد نہیں لیا۔ اور یہ اس لئے کہ اس نے قرآن کے مختلف مقامات میں ایک ہی لفظ اور لغت کی تعبیر کے لئے اپنے خود ساختہ الگ الگ پیمانے مقرر کر رکھے ہیں جو ملحدین کا عام طریقہ ہے۔ بہرحال مذکورہ آیتوں میں صرف لفظ "سجّیل" کے معنی نہیں بدل دئے ہیں بلکہ ان میں جابجا اور بھی تلبیسات وتحریفات کی ہیں۔ مثلاً "تَرْمِيْهِمْ" کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ "اے اہلِ مکہ تم نے ان پر سخت پتھراؤ کیا۔" بیچارے کو اتنا پتہ نہیں کہ یہاں "تَرْمِيْ" کا صیغہ واحد غائب کے لئے استعمال ہوا ہے۔ دراصل لفظ "طَيْر" "طائر" کی جمع ہے اور جمع باعتبارِ "جَمَاعَةً" واحد مؤنث ہے اس لئے "تَرْمِيْ" کا لفظ لایا گیا جو واحد مونث غائب کیلئے آتا ہے۔ اور یہ صیغہ واحد مؤنث مخاطب کے لئے بھی آتا ہے۔ لیکن یہاں اس کا موقع نہیں۔ کیونکہ اس میں خطاب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے۔ اور اگر اس سے اہلِ مکہ مراد ہوتے۔ پھر یہاں "تَرْمُوْنَ" کا لفظ استعمال ہونا چاہیئے تھا۔ اس صورت میں ترکیب یہ ہوتی۔ تَرْمُوْنَهُمْ۔

بہرحال اس ملحد نے اپنی ہٹ دھرمی اور بے حیائی سے قرآنی آیات کے معانی ومطالب میں بے شمار تلبیسانہ

تحریفات اور تلبیسات کی ہیں جن میں سے ہم نے اپنے مقالے میں صرف "مشتے نمونہ از خروارے" کے طور پر اسکی بعض تلبیسات کو بے نقاب کیا ہے۔ ورنہ اسکی ساری کتابیں تلبیسات و تحریفات ہی سے بھری پڑی ہیں۔

خدا، قرآن، اسلام اور رسالتمآبؐ کی توہین کا ارتکاب | ہم نے اپنے مقالے میں جا بجا پرویز کی ان عبارتوں کی نشاندہی کی ہے جن میں اس نے خدا، قرآن، اسلامی نظام، انبیاء علیہم السلام اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں توہین اور دریدہ دہنی کا ارتکاب کیا ہے۔ قرآن کی توہین تو یہ ہے کہ اس نے قرآنی آیات کے معانی اور مفہومات کو بالکل ہی بدل دیا ہے۔ اور ان کو اپنی ہفوات اور خرافات کا جامہ پہنایا ہے۔ اور ان کی اصلیت اور حقیقت کو بالکل مسخ اور داغدار کر دیا ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شانِ اقدس میں یہ توہین کی ہے:

۱۔ قرآن کی تصریحات کے برعکس ان کی والدہ صدیقہ حضرت مریمؑ پر ایک مرد سے خفیہ شادی رچانے کا ہولناک الزام اور بہتانِ عظیم لگایا ہے۔ اور بڑی بیباکی کے ساتھ کہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دونوں کے مشترک نطفے سے پیدا ہوئے تھے۔ العیاذ باللہ۔ اور حضور تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ ایک چھٹی رساں کی حیثیت دیدی ہے۔ چنانچہ یہ ملعون کہتا ہے:

۲۔ محمدؐ کی پوزیشن اتنی ہی ہے کہ وہ اس قانون (قرآن) کا انسانوں تک پہنچانے والا ہے۔ اسے کسی کو یہ حق نہیں کہ کسی پر اپنا حکم چلائے۔ (سلیم کے نام ج ۲ ص ۳۴)

۳۔ اور اسلام کے دورِ اول اور خیر القرون کو دورِ وحشت کہا تھا۔ (پیراگراف ۴۴)

۴۔ اور اسلامی نظام کے بارے میں کہا تھا کہ اسلامی نظام چند دنوں کے لئے قائم ہوا اس کے بعد ختم ہو گیا۔ اگر یہ نظام صداقت پر مبنی تھا اور اس میں آگے بڑھنے کی صلاحیت تھی تو یہ ہمیشہ کے لئے کیوں قائم نہ رہا اور آج تک کہیں بھی قائم نہیں ہوا۔ (پیراگراف ۴۲)

۵۔ اور سنئے خدائے ذوالجلال کے بارے میں یہ ملعون کیا تصور رکھتا ہے۔ کہتا ہے کہ خدا کے تصور کا ایک مفہوم وہ ہے جسے خدا نے متعین کیا ہے اور جو سلیم! قرآن کے حروف و نقوش میں جگمگ جگمگ کرتا دکھائی دیتا ہے اس تصور کی رو سے ان مقامات پر خدا سے مفہوم ہے وہ نظام جو اس کے متعین ابدی قوانین کی بنیادوں پر قائم معلوم ہوتا ہے۔ (سلیم کے نام ص ۲۲۶)

اس عبارت میں پرویز نے خدا کا جو مفہوم بتایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا اس نظام کو کہتے ہیں جو اس کے ابدی قوانین کی بنا پر قائم ہوتا ہے۔ جب یہ نظام قائم ہو جائیگا اس وقت خدا موجود ہوگا۔ جب ایسا نظام نہیں تو خدا کا وجود بھی نہیں (العیاذ)
یہ ہے پرویز کی قرآنی تحقیقات اور ریسرچ جس سے ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ یہ تحقیق اور ریسرچ نہیں، بلکہ حماقت و جہالت ہے اور دہریت و الحاد ہے، جس کا وہ مرتکب ہے۔ پرویز کی ساری خرافات اور ہفوات ایسی ہے جو اس کو کفر و ارتداد کے دائرے تک پہنچاتی ہے۔ لیکن اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور تاجدارِ رسل خاتم الانبیاء صلی اللہ

علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں جو شدید ترین گستاخیاں کی ہیں وہ قطعاً قابلِ معافی نہیں۔ چونکہ پرویز کی ساری کتابیں مفہوم القرآن سمیت ہزلیات وخرافات، اشتعال انگیزیوں اور کفر وارتداد سے بھری پڑی ہیں۔۔۔۔ لہٰذا ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ پرویز کی ساری کتابوں بالخصوص مفہوم القرآن کو ضبط کر لیا جائے۔ دردِ اسلام رکھنے والے شاعرِ ملت جناب اکبر الٰہ آبادی نے ایسی تمام کتابوں کو قابلِ ضبطی قرار دیا تھا جنکے پڑھنے سے بیٹیوں کی نظر میں ماں باپ کی عزت وتکریم باقی نہیں رہتی تھی ۔

ہم ایسی کل کتابیں قابلِ ضبطی سمجھتے ہیں
کہ جنکو پڑھ کر بیٹے باپ کو خبطی سمجھتے ہیں

جبکہ پرویز کا حال تو یہ ہے کہ اُس نے ماں باپ تو کیا خدا تعالیٰ، انبیاء علیہم السلام خصوصاً تاجدارِ انبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ دینِ اسلام اور قرآن مقدس سب کا مرتبہ ومنصب گھٹانے اور انکی عزت وتکریم کو بے دردی سے مجروح کرنے کی ناپاک اور اشتعال انگیز جسارتیں کی ہیں۔ پاکستان کا موجودہ دور نفاذِ اسلام کا دور کہلاتا ہے۔ اس لئے اربابِ ریاست کا خصوصی فرض ہو جاتا ہے کہ وہ پرویز کی کتابوں کا نوٹس لے۔ حکومت نے قادیانی ترجمۂ قرآن کو ضبط کر رکھا ہے۔ جو قابلِ ستائش اقدام ہے۔ لیکن اس کے مقابلے میں "مفہوم القرآن" اور پرویز کی دوسری کتابیں بہت زیادہ اشتعال انگیز، توہین آمیز اور اسلام دشمن اندراجات پر مشتمل ہیں۔ اس لئے ان کی ضبطی بھی ایک اسلامی ریاست کا اوّلین فرض ہونا چاہیئے۔

پرویز تخلص رکھنے کی وجہ یہاں یہ واضح رہے کہ چوہدری غلام احمد نے اپنا تخلص پرویز اس لئے رکھا ہے کہ وہ ایران کے خسرو پرویز کے ساتھ اپنی نسبت قائم رکھنا چاہتا ہے۔ آتش پرست شاہِ ایران خسرو پرویز کو جب تاجدارِ دو عالم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام قبول کرنے کا دعوت نامہ ارسال فرمایا تو اس نے بڑے تکبّر وغرور سے نامۂ مبارک کو چاک کر ڈالا۔ اور اس امر کو باعثِ عار سمجھا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر اپنا حکم چلائیں۔ چوہدری غلام احمد بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حق نہیں دیتا۔ کہ آپ کسی پر اپنا حکم چلائیں اور حضور رسول اکرمؐ کے نامہائے مبارک کو جو احادیثِ نبویؐ کی صورت میں موجود ہیں عجمی سازش کہہ کر رد کر دیا گویا اُن کو خسرو پرویز کیطرح پھاڑ ڈالا۔ خسرو پرویز بھی دشمنِ رسول تھا۔ اور چوہدری غلام احمد بھی دشمنِ رسالت وختمِ نبوّت ہے۔ اور خسرو پرویز کے ساتھ اپنی اسی مناسبت ومماثلت کی وجہ سے اس نے اپنا تخلص پرویز رکھا۔ اور ساری عمر رسول دشمنی اور قرآن کی تحریف وتلبیس میں بسر کی، اور اسی عقیدہ پر اس کا خاتمہ ہوا۔

اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے مسلمانوں کو ایسی زندگی اور انجام سے بچائے۔ آمین بحرمۃ حبیب ربّ العلمین۔ آمین۔

وما علینا الا البلاغ

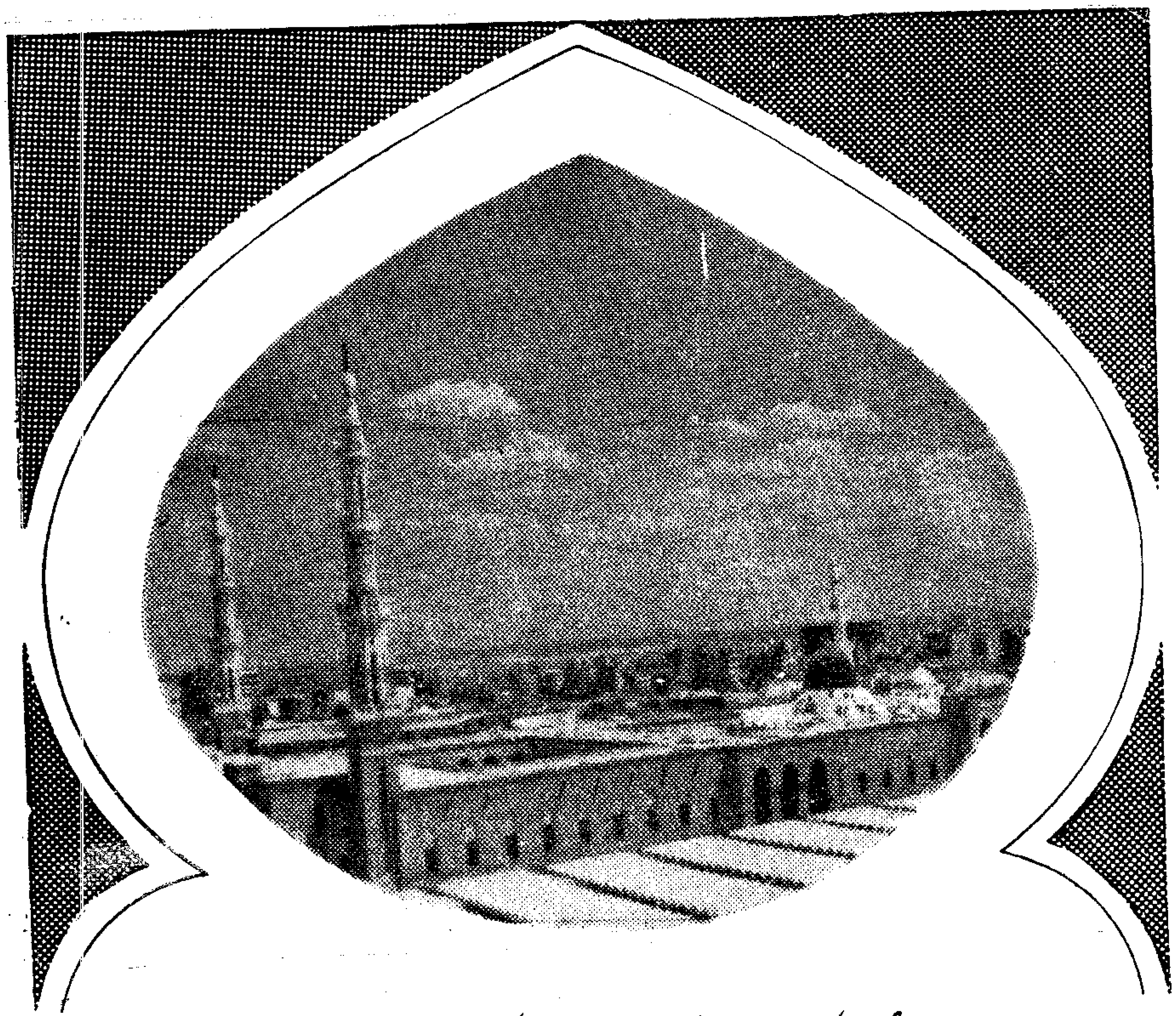

اُس کے ماتھے کا پسینہ خشک ہونے بھی نہ پائے
آپ محنت کا صلہ دے دیجئے مزدور کو

کاش ہر آجر کے ہو پیشِ نظر قولِ رسولؐ
حرفِ آخر مان لے دنیا اسی دستور کو

ہو رسولؐ اللہ کا کردار اگر خضرِ حیات
خود ہی آدابِ حیات آجائیں گے جمہور کو

PAKISTAN TOBACCO
PTC
COMPANY LIMITED

TELEGRAMS : PAKTOBAC AKORA KHATTAK

TELEPHONES : NOWSHERA 498 & 599

PAKISTAN TOBACCO COMPANY LIMITED

AKORA KHATTAK FACTORY P. O. NOWSHERA
(N. W. F. P.—PAKISTAN)